آئمہ اربعہ کی نظر میں اہل بیت علیہم السلام کی فضیلت و برتری

The Excellence and Superiority of Ahl al-Bayt (a.s.) From the View Point of 4 Imams

Open Access Journal
Qtly. Noor-e-Marfat
eISSN: 2710-3463
pISSN: 2221-1659
www.nooremarfat.com
Note: All Copy Rights are Preserved.

Dr. Qaisar Abbas
PhD. Islamic History, NDU, Islamabad.
E-mail: qaisarjafri512@gmail.com

Abstract:
It is an undisputed fact that more or less all Muslim sects and sects adhere to the Book of God and the Sunnah of the Prophet in one form or another, and love and affection for the Ahl al-Bayt of the Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) is evident in the hearts of the majority of Muslims, and they have these entities. The process of seeking guidance and religious guidance is also ongoing. However, some people are convinced of the excellence and superiority of some companions of the Prophet over the Ahl al-Bayt, the Imams of the Ahl al-Bayt; While the majority of Muslims are convinced of the excellence and intellectual superiority and perfection of the Ahl al-Bayt, and according to them, the Imams of the Ahl al-Bayt have the intellectual superiority over the entire Prophet's Ummah, as well as excellence and superiority in piety and piety.
Of course, this is the reason that from the point of view of jurisprudence, the Arbaa imams of Ahlul-Sunnah namely Imam Abu Hanifa, Imam Malik, Imam Ahmad bin Hanbal and Imam Shafi'i were greatly influenced by the Prophet's family, and they

Shafi'i were greatly influenced by the Prophet's family, and they also gained favor from the Imams of Ahl al-Bayt directly or indirectly. Therefore, the question arises that according to the Imams of Arbaa, are the Ahl al-Bayt the ones with the attributes that are the most superior among the virtues and the true right of the leadership of the Ummah, or does this position and status belong to someone else? This paper answers this question. The thesis has been edited under the descriptive-analytical method from the research-historical point of view and in it libraries and original and original sources as well as other authentic books and articles have been used.

Key Words: Imams, Arba'ah, Ahl al-Bayt, Masalik, Shia, Hanafi, Maliki, Hanbali, Shafi'i.

خلاصہ

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کم و بیش تمام مسلمان فرقے اور مسالک کسی نہ کسی صورت میں کتاب الٰہی اور سنّت نبوی سے متمسک ہیں اور اہلِ بیت رسول ﷺ سے محبت و مودّت مسلمانوں کی اکثریت کے دلوں میں جلوہ فگن ہے اور ان کے ہاں اِن ہستیوں سے تمسک اور دینی رہنمائی حاصل کرنے کا سلسلہ بھی جاری و ساری ہے۔ البتہ کچھ لوگ اہل بیت، حری کہ ائمہ اہل بیتؑ پر بعض اصحابِ رسول کی فضیلت و برتری کے قائل ہیں؛ جبکہ مسلمانوں کی اکثریت اہل بیت کی فضیلت اور علمی برتری اور کمال کی قائل ہے اور ان کے نزدیک ائمہ اہل بیت پوری امت رسول پر علمی برتری کے ساتھ ساتھ تقویٰ اور پارسائی میں بھی فضیلت و برتری کے حامل ہیں۔ یقیناً یہی وجہ ہے کہ فقہی اعتبار سے اہلِ سنت کے آئمہ اربعہ یعنی امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام احمد بن حنبل اور امام شافعی آلِ رسول ﷺ سے بے حد متاثر تھے اور انہوں نے مستقیم یا غیر مستقیم ائمہ اہل بیت سے کسبِ فیض بھی کیا۔ لہٰذا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ائمہ اربعہ کے نزدیک آیا اہل بیت ہی وہی ذوات والا صفات ہیں کہ جو فضائل مناقب میں سب سے برتر اور رہبری امت کی حقیقی حقدار ہیں یا یہ مقام و منزلت کسی اور کو حاصل ہے؟ یہ مقالہ اسی سوال کا جواب دیتا ہے۔ مقالہ ہذا تحقیقی تاریخی نقطہ نظر سے توصیفی۔ تحلیلی طریقہ کار کے تحت تدوین پایا ہے اور اِس میں لائبریریز اور اصلی و اولی مصادر کے ساتھ ساتھ دیگر مستند کتب و مقالات سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔

کلمات کلیدی: ائمہ، اربعہ، اہل بیت، مسالک، شیعہ، حنفی، مالکی، حنبلی، شافعی۔

مقدمہ

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ صدر اسلام سے ہی فرزندانِ اسلام کے مابین کئی علمی، عقیدتی موضوعات پر اختلاف ہوا جس نے آگے چل کر مختلف کلامی اور فقہی مکاتب کی شکل دھار لی۔ ابتدائی طور پر دو اہم گروہ یعنی اہلِ تشیع اور اہل تسنن سامنے آئے جن کا عمدہ اور اصل اختلاف پیغمبر اکرم ﷺ کی جانشینی کے موضوع پر ہوا اور جہاں اِس اختلاف میں مزید خلیج حائل ہوتی رہی وہاں، اِن دو عمدہ گروہوں کے خود اپنے اندر بھی تفریق اندر تفریق کا سلسلہ جاری رہا اور مکاتب و مسالک اور فرق و نحل کی تعداد 72 سے بھی تجاوز کر گئی۔ پھر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ فقہی لحاظ سے مسلمان 5 اہم فقہی مکاتب یعنی شیعہ امامی، حنفی، مالکی، حنبلی اور شافعی فرقوں میں تقسیم ہو گئے۔

البتہ یہ بات خوش آئند ہے کہ ان تمام تر اختلافات اور فرقہ بندیوں کے باوجود، کم و بیش تمام مسالک کے ہاں، خود کتاب الٰہی اور سنّت نبوی سے تمسک کسی نہ کسی صورت میں باقی رہا۔ نیز مسلمانوں کے تمام فقہی، کلامی مسالک کے بانیوں اور پیروکاروں نے کسی نہ کسی رنگ میں اہل بیت رسول ﷺ اور بالخصوص ائمہ اہل بیت کے دروازہ سے کسب فیض کیا۔ یہاں تک کہ فقہی اعتبار سے آئمہ اہلِ سنت یعنی امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام احمد بن حنبل اور امام شافعی بھی اہلِ بیت اور آلِ رسول ﷺ سے بے حد متاثر تھے اور ان میں سے بعض نے بطور مستقیم بعض ائمہ اہل بیت کی شاگردی اختیار کی۔ اِس مقالہ میں مقالہ نگار نے یہ ثابت مطابق آئمہ اربعہ اہل سنت کی گفتار و نوشتار اور اشعار و کردار سے یہ اخذ ہوتا ہے کہ اُن کے نزدیک پیغمبر اکرم ﷺ کے بعد فضائل و مناقب، احکام الٰہی کے اجراء اور امت اسلام کی رہبری کے لئے افضل ترین افراد عترت و اہل بیت پیغمبر (ص) اور بالخصوص ائمہ اہل بیت ہیں۔

اسلام، عقلانیت کا دین

اسلام ایک عقلی و علمی دین ہے۔ یہ کبھی عقل و منطق کے خلاف احکامات جاری نہیں کرتا۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ بعض مقامات پر انسانی اور بشری عقل اسلام کے بعض آسمانی فرمودات کو درک کرنے سے قاصر ہو۔ اس آسمانی دین کے بابرکت اور برتر اصولوں میں سے ایک گوہرِ آبدار اور عقل و منطق کی ہر تعریف پر سو فیصد پورا اترنے والا اصول اور قانون یہ ہے کہ: "فاضل، مفضول سے برتر ہے! "اس مضمون میں تحقیقی، تاریخی، حدیثی اور عقلی نقطۂ نظر سے ان عظیم و برتر ہستیوں کی شناخت اور تعارف کی سعی کی گئی ہے جو اس لئے رہبر و رہنما قرار دیے گئے ہیں کیونکہ دوسروں سے فضائل و کمالات میں برتر ہیں۔

اہل بیت علیہم السلام

بعض مسلمانوں کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اہل بیت، اہلِ خانہ اور گھر والوں کو کہا جاتا ہے۔ لہٰذا ان کی نظر میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت میں آپ کے تمام اہلِ خانہ اور گھر کے وہ تمام افراد شامل ہیں جو آپؐ کی چار دیواری کے اندر رہے۔ لیکن بعض مسلمانوں کا نظریہ یہ ہے کہ اہل بیت کا عنوان ظاہری، مادی اور بیالوجیکل روابط اور تعلقات سے ماوراء ہے اور یہ محض اُن ہستیوں کو شامل ہوتا ہے جو آپ کے خونی رشتہ دار ہونے کے ساتھ ساتھ علم و تقویٰ اور معنویت میں بھی پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انتہائی قربت کے حامل ہوں۔ ہمارے خیال میں اس عالم آب و گل میں سبھی اس حقیقت کے معترف ہیں کہ انسان جسم و روح کا مجموعہ ہے اور اس کی روحانی وابستگی، جسمانی تعلقات سے زیادہ اہم، گہری اور دیرپا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اولیاء الٰہی بیالوجیکل تعلقات سے ماورا ہو کر روحانی اور معنوی رشتوں کو زیادہ اہمیت دیتے رہے ہیں کہ جس کی ایک مثال حضرت بلال حبشیؓ اور ابولہب ہیں۔ جب کردار میں قربت ہو، چاہے کہیں دُور کی بھی کوئی خونی رشتہ داری نہ پائی جاتی ہو تو حضرت بلالؓ جیسا شخص دین مبین اسلام کا پہلا مؤذن اور ریاست مدینہ کا پہلا وزیر خزانہ بن جاتا ہے۔ اِس کے برعکس، پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خونی رشتہ دار، ابولہب علیہ اللعنہ والعذاب اپنی بدکرداری کی وجہ سے اس مقام پر جا کھڑا ہوتا ہے کہ قرآن کریم اُسے منفور قرار دیتے ہوئے اس کے گلے میں (تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ) کا طوق ڈال دیتا ہے۔ یا حضرت نوح علیہ السلام کے خونی بیٹے کے بارے میں ارشاد پروردگار ہوتا ہے کہ: انه لیس من اهلك۔ یعنی اے نوح! یہ تمہارے اہل میں سے نہیں ہے؛ کیونکہ یہ بد عمل ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیائے الٰہی اور اولیائے خدا کے نزدیک جسمانی، مادی اور بیالوجیکل رشتوں سے معنوی و روحانی اور کردار کے رشتے زیادہ استوار ہیں۔ اور جب یہ بات واضح ہو گئی کہ تمام انبیائے الٰہی اور اولیاء اللہ اپنے مادی اور جسمانی روابط سے معنوی اور روحانی تعلقات کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں، تو جو سیدالانبیاء ہیں وہ تو بطریق اولی اس پیمانہ و معیار الٰہی کے مظہر ہوں گے۔ بنابریں، پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ داروں میں بھی وہی لوگ آپ کے اہل شمار ہوں گے جو کردار میں آپ سے سب سے زیادہ قریب ہوں گے۔

شاید یہی وجہ تھی کہ پیامبر گرامی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب (بضعة منی) کہا تو سب کے لئے نہیں بلکہ صرف فاطمہ زہرؑا کے لئے اور جب چادر تطہیر میں لیا تو وہاں بھی بیالوجیکل رشتوں کو بنیاد نہیں بنایا بلکہ بعض معنوی و روحانی عزیزوں کو ساتھ لے کر یہ فیصلہ کر دیا کہ میرے اہل بیت فقط وہ ہیں کہ جو کردار و گفتار میرے سب سے زیادہ نزدیک ہیں، جن پر صدقہ حرام ہے اور جو روز مباہلہ میرے ساتھ تھے۔

اس نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو اہل بیت حضرت محمد (ص) میں صرف، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی

حضرت فاطمہ زہراءؑ، آپ کے چچازاد اور داماد حضرت علیؑ اور ان کے دو صاحبزادے حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ اور اولاد حسین میں وہ نو(۹) امام ہیں کہ جو پیامبر اعظم ﷺ کے خونی رشتہ دار ہونے کے ساتھ ساتھ سیرت و کردار میں بھی ہمانند مصطفیٰ (ص) مقام محمود تک پہنچے ہوئے تھے۔

اس اعتبار سے یہ حقیقت قرین قیاس ہے کہ اہل سنت کے آئمہ اربعہ (امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل) کے ہاں اہل بیت فقط مادی اور بیالوجیکل رشتہ دار نہیں، بلکہ وہ ہیں جو خونی رشتہ دار ہونے کے ساتھ ساتھ سیرت و کردار میں بھی آپ (ص) جیسے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے کبھی نام لے کر اور کبھی اشارہ کنایہ میں اس حقیقت کا مختلف مقامات پر اظہار کیا کہ جس کا ذکر اسی تحریر میں آگے چل کر کیا جائے گا۔ لہٰذا وہ ڈائریکٹ یا ان ڈائریکٹ اہل بیتؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان کے سامنے زانوئے تلمذ دراز کیا، ان کی کلاسز میں شرکت فرما کر کے ان سے کسب فیض کرتے ہوئے ان کی شاگردی پر افتخار کیا اور انہوں نے دنیا کو یہ پیغام دیا کہ اہل بیتؑ ہی امت مسلمہ کی دینی و سیاسی رہبری کے سب سے زیادہ حقدار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس بارے میں ان کی آراء و اعتقادات سے آگاہی بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہے، لہٰذا ذیل میں ان میں سے ہر ایک کی **آراء** اختصار کے ساتھ زیر بحث لائی جاتی ہے:

حضرت ابو حنیفہ، محمد بن نعمان کی آراء (80-150ق)

جنگ صفین میں علیؑ کی حقانیت پر یقین

ایک دن حضرت ابو حنیفہ نے اپنے دوستوں سے پوچھا: "أَتَدرونَ لم‌يُبغضُنا أهلُ الشام؟ قالوا: لا؛ قال: لأنّا لو شَهِدنا عَسكَرَ علیّ‌بن‌ابی‌طالب و معاويةَ، لَكُنّا مَعَ علیّ رضی‌اللّه‌عنه"[1] "کیا آپ کو پتہ ہے کہ کیوں اہل شام ہم سے بغض و کینہ رکھتے ہیں؟ جواب ملا نہیں۔ فرمایا: اس لیے کہ اگر ہم علی بن ابی طالبؑ اور معاویہ کے زمانے میں ہوتے اور ان کی جنگوں میں بھی شریک ہوتے تو ہم حضرت علیؑ کے ساتھ کھڑے ہو کر معاویہ سے جنگ کرتے اور ہر حال میں علی رضی اللہ تعالی عنہ کے لشکر کا حصہ ہوتے۔" یہ وہ راز تھا کہ جسے اہل شام نے درک کر لیا تھا اور انہوں نے حضرت ابو حنیفہ کے خلاف دل میں کینہ رکھ لیا تھا کہ جو آج تک کسی نہ کسی صورت میں علی والوں کے بارے میں حامیان امیر شام دل میں رکھے ہوئے ہیں۔

اہل بیتؑ کی محبت اور ان کے فضائل کا اقرار

حضرت ابو حنیفہ نے اپنے اصحاب سے پوچھا: "أَتَدرونَ لم‌يبُغضُنا أهلُ الحديث؟ قالوا: لا؛ قال: لأنّا نُحبُّ أهلَ‌بيت رسول‌الله صلّی‌اللّه‌عليه‌وآله و نُقرُّ بفضائلهم"[2] "کیا آپ کو معلوم ہے کہ اہل حدیث

ہم سے کیوں بغض و کینہ رکھتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا نہیں۔ حضرت ابو حنیفہ نے فرمایا: اس لئے کہ ہم رسول اللہ (ص) کے اہل بیتؑ سے محبت کرنے والے اور ان کے فضائل کا اقرار کرتے ہیں۔"

یہ روایات اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ حضرت ابو حنیفہ کو بھی آج کے محبان اہل بیتؑ کی طرح، دشمنان اہل ابیت کی جانب سے بغض و عداوت کا سامنا تھا کہ جس اظہار انہوں نے متعدد مقامات پر فرمایا، لیکن انہوں نے اس کا بڑی شجاعت کے ساتھ مقابلہ کرتے رہے۔ گویا وہ محب اہل بیت ہونے کے ساتھ ساتھ دشمنان اہل بیتؑ سے اظہار بیزاری بھی کیا کرتے تھے اور بات کو مکتب اہل بیت میں تولی و تبری کہا جاتا ہے جو کہ ان کے فروعات دین میں شامل ہیں۔

مسئلہ خلافت میں علی علیہ السلام کے حق پر ہونے کا اعتقاد

حضرت ابو حنیفہ ہمانند شیعیان علی خلافت رسول خدا (ص) کو بعد از پیامبر حضرت علیؑ کا حق سمجھتے تھے کہ جس کا انہوں نے متعدد مرتبہ اظہار فرمایا جیسا کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت ابو حنیفہ نے اپنے شاگردوں پوچھا: "إتَدرونَ لمَ یُبغضُنا أهلُ الحدیث؟ قالوا: لا؛ قال: لأنَّا نَثبُت خلافَةَ علیّ رضی‌اللّه‌عنه و هم لایُثبتونَها"[3] "کیا تمہیں معلوم ہے کہ اہل حدیث ہم سے کیوں بغض و عداوت رکھتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا نہیں! اس پر حضرت ابو حنیفہ نے فرمایا: اس لیے وہ ہم سے ناراض ہیں کیونکہ ہم خلافت کو علیؑ کا حق سمجھتے ہیں اور وہ اس خلافت کو علیؑ کا حق نہیں سمجھتے۔"

اس کے ساتھ ساتھ اس بات کے ثبوت بھی ملتے ہیں کہ حضرت ابو حنیفہ کا رجحان اس زمانے کے شیعہ کی طرف تھا مگر یہ کہ بعض سیاسی حالات کے پیش نظر انہوں نے خود کو مخفی رکھا ہوا تھا جس کا اشارا اس بات سے ملتا ہے کہ ایک مقام پر محمد ابوزہرہ لکھتے ہیں: "---إنّ أباحنیفةَ شیعیٌ فی مُیوله و آرائه فی حکام عصره، أی إنّه یری الخلافةَ فی أولاد علیّ من فاطمة و أنّ الخلفاءَ الذین عاصَرُوه قد اغتَصَبُوا الأمر منهم و کانوا لهم ظالمین"[4] "ابو حنیفہ کا رجحان اپنے زمانے کے شیعہ کی طرف تھا وہ یہ سمجھتے تھے کہ خلافت کے حقیقت میں حقدار اولاد علیؑ و فاطمہؑ ہیں اور دیگر سب باطل پر ہیں لہذا انہوں نے خلافت پر غاصبانہ قبضہ کرکے اہل بیتؑ پر ظلم کیا ہوا تھا۔"

امام صادق علیہ السلام کا تمام علماء سے بڑا عالم (اعلم) ہونے پر اعتقاد

تاریخ اسلام اس بات کی متعدد مقامات پر تصدیق کرتی ہے کہ حضرت ابو حنیفہ اپنے زمانے میں جز امام جعفر صادقؑ کے کسی کو اعلم نہیں سمجھتے تھے لہذا جب بھی ان سوال کیا گیا کہ امت میں سب سے بڑا عالم، عابد، زاہد، پرہیزگار، متقی اور شایستہ رہبری بعد از پیامبر کون ہے؟ تو وہ زمان و مکان کا جائزہ لینے کے بعد فرمایا کرتے تھے کہ عصر حاضر میں حضرت جعفر ابن محمدؑ ہیں۔ لہذا آپ سے پوچھا گیا آپ نے اپنی زندگی میں جو سب سے بڑا عالم دیکھا ہے وہ کون ہے؟ جواب دیتے ہوئے فرمایا: "ما رَأَیتُ أحداً أفقَه من جعفربن‌محمّد الصّادق و إنّه

أعلم الأمّة" [5] "میں نے آج تک جعفر بن محمد جیسا عالم انسان امت میں نہیں دیکھا، لہٰذا وہ اعلم امت ہیں۔"

ایک اور مقام پر حضرت ابوحنیفہ نے فرمایا: "لولا جعفربن محمّد، ما عَلمَ النّاسُ مناسک حجّہم [6]"

"اگر جعفر ابن محمد نہ ہوتے تو لوگوں کو مناسک حج کا بھی علم نہ ہوتا۔"

حضرت ابوحنیفہ معتقد تھے کہ اگر جعفر بن محمدؑ نہ ہوتے تو شریعت محمدی مفقود ہو جاتی یہاں تک کہ لوگوں کو مناسک حج کا بھی علم نہ ہوتا، گویا آپ کے زمانے میں اس قدر فقہی احکام میں تبدیلیاں کی جا چکی تھیں کہ فقہ ناب محمدی (ص) آہستہ آہستہ صفحہ ہستی سے مٹتی جارہی تھی اور ان کی جگہ من گھڑت احکام کا بول بالا کیا جارہا تھا۔ شاید یہی وہ نظریہ ہے کہ جس کے پیش نظر شیعیان علیؑ فقہ محمدی (ص) کو فقہ جعفری کے نام سے یاد کرتے ہیں کیونکہ وہ امام جعفر صادقؑ کو احیا گر فقہ محمدی (ص) سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک امام جعفر صادقؑ کا زمانہ آنے تک فقہ محمدی میں اس قدر تبدیلیاں ہو چکی تھیں کہ لوگوں کو پیامبر گرامی اسلام (ص) کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق وضو تک کرنا نہیں آتا تھا، ایسے حالات میں امام جعفر صادقؑ نے چار ہزار شاگردوں کی تربیت فرمائی اور انہیں فقہ ناب محمدی (ص) سے اس طرح آشنا کیا کہ انہوں نے فقہ محمدی (ص) کو فقہ جعفری سے پہچاننا شروع کر دیا۔ [7]

منصور دوانیقی نے ایک دن حضرت ابوحنیفہ کو بلایا اور کہا کہ لوگ جعفر ابن محمد سے محبت کرتے ہیں، لہٰذا تم چند سخت ترین سوال تیار کرو تاکہ وہ ان کا جواب نہ دے سکے۔ حکم حاکم کے پیش نظر میں نے 40 سخت ترین سوال تیار کیے؛ اس کے بعد منصور نے مجھے اپنے پاس بلایا اور میں بھی ان کے پاس چلا آیا، ایسے عالم میں کہ جعفر بن محمد ان کے دائیں طرف بیٹھے ہوئے تھے۔ جیسے ہی میری نظر ان پر پڑی تو ان کی ہیبت نے مجھے اپنا گرویدہ بنا لیا پس میں نے ان پر سلام کیا اور ان کے اشارے پر ایک جگہ بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد منصور نے مجھ سے کہا کہ آپ اپنے سوالات ابھی ابی عبداللہ جعفر بن محمد سے پوچھ لیں۔ بس میں سوال کرتا جارہا تھا اور وہ جواب دیتے جارہے تھے اور یہ بھی فرمارہے تھے کہ اہل مدینہ آپ کے اس سوال کے بارے میں یہ کہتے ہیں اور اہل شام اس کے بارے میں یہ کہتے ہیں جب کہ آپ اس کے بارے میں یہ کہتے ہیں اور ہماری نظر اس کے بارے میں اس طرح ہے یہاں تک کہ چالیس سوال ختم ہو گئے۔ اس واقعہ کے بعد حضرت ابوحنیفہ نے فرمایا:

"ألیس قد رَوَینا أنّ أعلمَ الناس أعلَمُہم باختلاف النّاس" [8]

"ہم نے تو پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ عالم ترین انسان وہ ہوتا ہے جو اپنا ٹھوس موقف رکھنے کے ساتھ ساتھ مختلف علماء کی آراء سے بھی آگاہ ہو۔"

امام صادق علیہ السلام کا شاگرد ہونے کو اپنے لئے ذریعہ نجات تصور کرنا

حضرت ابوحنیفہ عموماً امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں جا کر آپؑ سے بہت سارے سوالات نہایت ہی ادب و

احترام سے پوچھا کرتے تھے اور بار بار انہیں کہتے تھے کہ: "جُعلتُ فداکَ یابن رسول اللّه"[9] "آپ پر قربان جاؤں اے فرزند رسول!"

اسی طرح حضرت ابو حنیفہ کا یہ مشہور شعار تھا کہ جو عموماً آپ دہرایا کرتے تھے: "لولا السنتان لہلک النّعمان"[10] "اگر وہ دو سال جو امام جعفر صادق علیہ السلام کی شاگردی میں، میں نے گزارے ہیں، وہ نہ ہوتے تو میں ہلاک ہو جاتا۔"

جنگ جمل میں حضرت علی علیہ السلام کے حق پر ہونے کا اقرار

نقل کیا گیا ہے کہ جنگ جمل کے بارے میں حضرت ابو حنیفہ سے سوال کیا گیا، تو انہوں نے فرمایا: "---سار علیّ فیه بالعدل و ہو أعلمُ المسلمینَ فی قتال أہل البغی"[11] "جنگ جمل کے دن علی علیہ السلام نے ان کے ساتھ عدل و انصاف کا سلوک کیا، کیونکہ وہ داناترین اور عادل ترین انسان تھے یہاں تک کہ اپنے دشمنوں اور باغیوں کے ساتھ بھی عدل و انصاف سے کام لیا کرتے تھے۔"

اہلبیتؑ کا دفاع اور ظالم حاکموں سے دشمنی و مخالفت

حضرت ابو حنیفہ نے سن 121 ہجری میں زید بن علی بن حسین علیہ السلام کی قیادت میں ظالم حکومت کے خلاف ہونے والے قیام میں ان کی مدد کی اور ان کی دعوت پر لبیک کہا اور ظالم حکمرانوں کی نابودی کے لئے انہوں نے اپنا مال خرچ کیا۔ یہاں تک کہ زید بن علی کے خروج کو حضرت ابو حنیفہ نے رسول اللہ ﷺ کے غزوہ کے ساتھ تشبیہ دیتے ہوئے فرمایا کہ حضرت زید کی مدد کرنا ایسے ہی ہے جیسے غزوہ بدر میں رسول اللہ (ص) کے ساتھ مل کر کفار اور مشرکین کے مقابلے میں جہاد کرنا ہو۔[12]

حضرت ابو حنیفہ اپنے زمانے کی اموی اور عباسی حکومتوں کی مدد کرنے کو حرام تصور کرتے تھے کیونکہ وہ انہیں ظالم و جابر حکمران سمجھتے تھے۔ خلیفہ منصور دوانیقی نے حضرت ابو حنیفہ کو کوفہ سے بغداد بلایا اور انہیں قاضی القضاۃ کا منصب پیش کیا، یہاں تک کہ حضرت ابو حنیفہ نے اسے بھی قبول نہ کیا اور نہ ہی بادشاہ کے حکم کے سامنے سرنگوں ہوا، آخر کار منصور نے انہیں زہر دلوا کر شہید کر دیا۔[13]

صاحب تفسیر المنار قرآن حکیم کی اس آیت "---لَا یَنَالُ عَہۡدِی الظّٰلِمِیۡنَ" (124:2) کے ذیل میں لکھتے ہیں حضرت ابو حنیفہ اس آیت کی وجہ سے اس وقت کے عباسی حاکم کے شدید دشمن تھے اور اس کی مخالفت کیا کرتے تھے، یہاں تک کہ انہوں نے حکومت کی طرف سے ملنے والے قاضی القضاۃ کے منصب کو بھی ٹھکرا دیا۔ اس کے علاوہ مختلف مصادر کے مطابق اہل سنت کے تمام آئمہ اربعہ اپنے اپنے زمانے کی حکومتوں کے دشمن تھے اور انہیں ظالم تصور کیا کرتے تھے۔

"إِبَاءَ أَبِي حَنِيفَةَ مِنَ الْأَئِمَّةِ مَنْصِبَ الْقَضَاءِ فِي زَمَنِ الْمَنْصُورِ وَأَمْثَالِه مِنَ الْأُمَرَاءِ، بِاعْتِقَادِ عَدَمِ صِحَّةِ إِمَامَتِهِمْ، وَعَدَمِ انْعِقَادِ وِلَايَتِهِمْ --- إِنَّ هٰؤُلَاءِ الْأَئِمَّةَ الْأَرْبَعَةَ لمیَسْلَمُوا مِنْ أُولَئِكَ الظَّالِمِينَ"۔[14]

مذکورہ بالا نکات اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ حضرت ابوحنیفہ کے نزدیک صرف اہل بیت محمد (ص) ہی لائق فضائل و مناقب تھے اور وہ صرف انہی کو امت مسلمہ کی رہبری کا مشروع حقدار سمجھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنی جان تک دے دی لیکن موقف سے روگردانی نہ کی۔

حضرت مالک بن انس کی آراء (90-179ق)

امام صادق علیہ السلام کو علم اور عمل کے اعتبار سے خدا کی بہترین مخلوق سمجھنا

حضرت مالک بن انس بھی حضرت ابوحنیفہ کی طرح اہل بیت پیامبر (ص) کے مقام و منصب کو سمجھنے والے اور ان سے اظہار محبت و مودت کرنے والوں میں سے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان سے بھی اہل بیت پیامبر کے متعدد فضائل نقل ہوئے ہیں کہ جن میں وہ بھی دینی و سیاسی رہبری کا مشروع مستحق خاندان نبوت آئمہ ہی کو گردانتے تھے۔ چونکہ وہ ان کے حق کے عارف تھے اس لئے ان کے برابر کسی کو بھی نہیں مانتے تھے۔ امام جعفر صادقؑ کے بارے میں وہ عموماً فرمایا کرتے تھے: "ما رأت عينٌ و لاسمعت اذنٌ و لاخَطَرَ عَلى قَلب بشر افضل من جعفربن محمّد الصادق، فضلاً و علماً و عبادة و ورعاً"[15]

"میں نے عبادت اور تقوی کے اعتبار سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے افضل اور برتر، نہ کبھی دیکھا ہے نہ کسی سے اس کا ذکر سنا ہے اور نہ ہی ایسے شخص کا کبھی میرے دل میں خیال آیا ہے۔"

عظمت امام کی حد ہے کہ آپ اس بات کا تصور تک کرنے کو تیار نہیں کہ کوئی خاندان نبوت کے اماموں کے برابر ہو۔ جب آپ امام صادقؑ کے اس حد تک معتقد تھے تو آپ کسی اموی یا عباسی حکمران کو ان کے ہوتے ہوئے کیسے افضل و برتر سمجھ سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے نزدیک رہبری امت کے لئے مناسب ترین گزینہ صاحب تقویٰ شخص ہے جو کہ صرف از صرف امام صادقؑ تھے۔ صرف یہی نہیں بلکہ ایک اور مقام پر آپؑ کے تقویٰ و پرہیزگاری، معنوی کمالات اور علم و حلم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: "و ما رأيتُه يُحَدّثُ عن رسول اللّه صلّى اللّه عليه و آله الاّ على طهارة و قد اختلفت اليه زماناً و ما كنتُ أراه الاّ على ثلاث خصال، إمّا مصلّياً و إمّا صائماً و إمّا يقرأ القرآنَ و لايتكلّم فيما لايَعنيه و كان من العلماء و العُبّاد و الذين يَخشَون اللّه عزّ و جلّ"[16] "میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی حدیث بیان کی ہو اور وہ وضو کے بغیر ہوں۔ میں ایک طولانی مدت تک ان کی

خدمت میں حاضر ہوتا رہا لیکن کبھی بھی انہیں ان تین حالتوں سے باہر نہ دیکھا: یا وہ نماز کی حالت میں ہوا کرتے تھے، یا روزہ کی حالت میں ہوا کرتے تھے یا پھر قرآن مجید کی قرات وتلاوت کر رہے ہوتے تھے۔ انہوں نے کبھی بھی ایسی بات نہیں کی کہ جو حقیقت کے برخلاف ہو لہٰذا آپؑ عالم، عابد اور ایسے لوگوں میں سے تھے جو ہر وقت خدا کا خوف دل میں رکھنے والے ہوتے ہیں۔"

ظالم حاکم اور نظام حکومت کے مقابلے میں، امام مالک کا مکتب اہل بیتؑ کا طرفدار ہونا

امام مالک نے بھی امام ابو حنیفہ کی طرح اس وقت کے ظالم حکمرانوں سے اظہار برات کیا اور بغیر کسی تقیہ کے ظالم حکمرانوں کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا۔ جعفر بن سلیمان، منصور دوانیقی کے چچا کا بیٹا، جو کہ اس وقت والی مدینہ تھا۔ اس نے حضرت مالک کو اس بات پر کہ وہ ان کی بیعت نہیں کر رہے تھے، اس قدر تازیانے مارے یہاں تک کہ ان کے کندھوں پر زخموں کے نشان پڑ گئے۔[17]

امام مالک نے لوگوں کے اس سوال کے جواب میں کہ وہ ابو جعفر منصور دوانیقی کی بیعت کیوں نہیں کرتے یہ کہا کہ:
"تم نے بھی مجبور ہو کر اور خوف کے مارے ان کی بیعت کی ہے لہٰذا کوئی بھی قسم جو مجبوری کے عالم میں کھائی جائے وہ معتبر نہیں ہوتی۔"[18] اس طرح وہ نہ تو خود ان کی بیعت کا طوق گلے میں ڈالنے کو تیار تھے اور حتی کہ جو لوگ عباسی خلیفہ کی بیعت کر چکے تھے ان کے بارے میں بھی ان کی رائے یہ تھی کہ یہ بیعت بھی ظالمانہ طریقے سے ڈرا دھمکا کر لی گئی ہے جو کہ جائز نہیں اور جسے توڑ دینا خدا اور اس کے رسول (ص) کے نہ صرف گناہ نہیں بلکہ پسندیدہ عمل ہے۔

اس طرح حضرت مالک ابن انس بھی جہاں پر فضائل و مناقب کا حقیقی حقدار اہل بیت پیامبر کو سمجھتے تھے وہیں پر امت مسلمہ کی حکومت و رہبری کا اصلی حقدار بھی انہی ذوات والا صفات کو گردانتے تھے، یہاں تک کہ انہیں بھی اپنے اس عقیدہ کے پیش نظر ظالم حکومت اور ان کے والیوں سے متعدد مرتبہ ظلم و ستم کا نشانہ بننا پڑا اور بہت سارے مصائب برداشت کرنا پڑے۔

حضرت احمد بن حنبل کی آراء (164-241ق)

کوئی بھی اہل بیتؑ کا ہم پلہ نہیں

حضرت عبداللہ بن احمد بن حنبل بھی دیگر آئمہ اہل سنت کی طرح پیامبر اعظم (ص) کے بعد افضل ترین، برترین اور بہترین مخلوق پیامبر گرامی اسلامؐ کے اہل بیت کو مانتے تھے۔ وہ کسی بھی صورت میں صحابہ کرام، تابعین یا تبع تابعین کو وہ مقام و مرتبہ اور فضائل و مناقب نہیں دیا کرتے تھے جو اہل بیت پیامبر (ص) کے ساتھ مخصوص ہیں

اور یہ اعتقادات جہاں پر ان کے اپنے علم و فضل کے روشنی میں تھے وہیں پر انہوں نے اپنے بابا بزرگوار سے بھی ارث میں پائے تھے وہ فرماتے ہیں کہ:

ایک مرتبہ میں نے اپنے بابا سے سوال کیا کہ خلفاء میں سے کون سا خلیفہ سب سے برتر ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ آپ کی مراد ابوبکر و عمر و عثمان ہیں؟ میں نے عرض کی: علیؑ بھی ان میں شامل ہیں۔ اس پر انہوں نے فرمایا کہ: "علی من اہل البیت لایقاس بہم احد"[19]۔ "علیؑ تو اہل بیت میں سے ہیں لہٰذا کسی کا ان سے مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔"

علیؑ، نفس پیغمبرؐ ہیں

ایک اور مقام پر انہوں نے ان لوگوں سے کہ جو ان سے رسول خدا (ص) کے صحابہ کرامؓ کے بارے میں سوال کر رہے تھے فرمایا: "أسألتمونی عن أصحابه و علیٌّ نفسُ محمّد" [20] "آپ نے اصحاب رسول کے بارے میں سوال کیا ہے جبکہ علیؑ تو نفس محمد (ص) ہیں۔"

یوں امام احمد بن حنبل قرآن مجید کی آیت مباہلہ کی رو سے حضرت علیؑ کو فقط صحابی نہیں بلکہ نفس پیامبر سمجھتے تھے کہ جس میں خود خدا حضرت علیؑ کا تعارف نفس رسول کے عنوان سے کروایا ہے: فَمَنْ حَآجَّكَ فِيهِ مِن بَعْدِ مَا جَاءكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْاْ نَدْعُ أَبْنَاءنَا وَأَبْنَاءكُمْ وَنِسَاءنَا وَنِسَاءكُمْ وَأَنفُسَنَا وأَنفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَةُ اللّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ (61:3)

چنانچہ اب آپ کو علم (اور وحی) پہنچنے کے بعد، جو بھی اس (حضرت عیسیٰؑ) کے بارے میں آپ سے بحث کرے، تو کہہ دیجیے کہ آؤ! ہم اپنے بیٹوں کو بلالیں اور تم اپنے بیٹوں کو، اور ہم اپنی عورتوں کو بلالیں اور تم اپنی عورتوں کو، اور ہم اپنے نفسوں کو بلالیں اور تم اپنے نفسوں کو، بلالو، پھر التجا کریں تا کہ اللہ کی جھوٹوں پر لعنت ہو۔

امام احمد بن حنبل اس بات کو بہت اچھے طریقے سے سمجھتے تھے کہ عام صحابہ کرام میں اور نفس پیامبر میں کسی صورت برابری نہیں ہو سکتی لہٰذا وہ اپنے شاگردوں اور دیگر سائلین کو حضرت علیؑ کے عظمت و برتری کے بارے میں یہی فرمایا کرتے تھے کہ حضرت علیؑ نفس پیامبر ہیں کیونکہ مذکورہ بالا آیت میں نفس پیامبر (ص) کے عنوان سے رسول اللہ (ص) صرف حضرت علیؑ ہی کو میدان مباہلہ میں ساتھ لے گئے تھے۔

علیؑ، فضائل و مناقب میں تمام صحابہؓ سے افضل ہیں

حضرت احمد بن حنبل فرمایا کرتے تھے کہ: "جتنے فضائل رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت علیؑ کے بارے میں نقل ہوئے ہیں اتنے کسی اور صحابی کے بارے میں نقل نہیں ہوئے ہیں۔

علیؑ خلافت کی زینت

حضرت عبداللہ بن احمد بن حنبل کہتے ہیں ایک دن میں اپنے بابا کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ ایک گروہ جو اہل کرم سے تعلق رکھنے والا تھا وہاں پر پہنچا انہوں نے حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان کی خلافت کے بارے میں بہت ساری باتیں کیں یہاں تک کہ حضرت علی علیہ السلام کی خلافت کے بارے میں بھی بات شروع ہوئی اور پھر اس موضوع پر بھی بہت ساری باتیں کیں۔ اس پر میرے باپ نے؛ جو اس وقت تک سر جھکائے صرف ان کی باتیں سنتے جارہے تھے، اپنا سر اٹھایا اور ان سے کہا: "یا ہؤلاء قد اکثَرتُم فی علیّ و الخلافة و الخلافة و علیّ، إنّ الخلافة لم‌تُزَیّن علیّاً بل علیٌّ زَیّنها"[21] "اے جماعت یہ جو اس قدر تم نے دوسرے خلفاء کے بارے میں اور حضرت علیؑ کے بارے میں باتیں کی ہیں اور اس بات کا تکرار کیا ہے کہ خلافت اور علیؑ، علیؑ اور خلافت، یاد رکھو! خلافت نے علیؑ کو زینت نہیں دی بلکہ یہ علیؑ تھے کہ جنہوں نے خلافت کو زینت بخشی۔"

علیؑ کے ساتھ حق اور حق کے ساتھ علیؑ

احمد بن سعید رباطی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت احمد بن حنبل سے سنا کہ انہوں نے فرمایا: "لم‌یزل علیٌّ بن أبی‌طالب مع الحق و الحقُّ معه حیث کان" "علی ہمیشہ حق کے ساتھ تھے اور حق ہمیشہ علی کے ساتھ تھا۔"[22]

مذکورہ بالا بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت احمد بن حنبل کے ہاں بھی رسول اللہ (ص) کے بعد امت مسلمہ میں فضائل و مناقب اور دینی و سیاسی رہبری کے عنوان سے بہترین فرد حضرت علیؑ تھے جو نفس رسول (زندگی کے ہر شعبے میں رسول گرامی اسلامؐ جیسا ہونا) ہونے کے ساتھ ساتھ حق کی واضح دلیل تھے، گویا جدھر وہ ہوتے تھے وہی گروہ حق پر اور صراط مستقیم پر ہوتا تھا اور جو ان کے مقابلے میں ہوتے وہ سب باطل اور گمراہی کے رستے پر ہوتے تھے۔

حضرت محمد بن ادریس شافعی (150-204ق)

علیؑ کے فضائل کو چھپانا جائز نہیں

بہت ساری تاریخی اسناد سے یہ بات ثابت ہے کہ حضرت محمد بن ادریس شافعی نہ صرف اہل بیت پیامبر (ص) کے غلام اور عشاق میں سے تھے بلکہ وہ اس محبت اور مودت پر فخر بھی کیا کرتے تھے۔ اس لئے کہ وہ بھی دیگر آئمہ اہل سنت کی طرح رسول خدا ﷺ کے بعد امت مسلمہ میں سب سے افضل و برتر اہل بیت پیامبر ہی کو گردانتے تھے۔

ان کے ہاں یہ افضیلت و برتری اس وجہ سے نہیں تھی کہ اہل بیتؑ، رسول اللہ ﷺ کے خونی رشتہ دار ہیں لہٰذا پیامبر (ص) کی وجہ سے یہ لوگ عزت دار ہیں، اگرچہ یہ بات بھی تھی لیکن حضرت محمد بن ادریس شافعی، خاندان نبوت کے فقط ان افراد کی محبت وغلامی پر فخر کیا کرتے تھے کہ جو اپنے سیرت و کردار کی بلندی کی بنیاد پر امت میں سب سے افضل تھے۔ لہٰذا انہوں نے متعدد مقامات پر اہل بیت پیامبر (ص) فضائل و مناقب بیان فرمائے یہاں تک کہ جو لوگ ان کے فضائل کو چھپایا کرتے تھے ان سے بھی وہ کہتے تھے کہ اہل بیت کے فضائل نہ چھپائیں کہیں ایسا نہ ہو کہ امت حقیقی پیشواؤں کو چھوڑ کر گمراہی کے رستے پر نہ چلی جائے۔ لہٰذا آپ سے علیؑ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا: "ما أقول في رجل أخفَت أولياه فضائلَه خوفاً و أخفت اعداه فضائلَه حسداً"[23] "میں ایسے شخص کے بارے میں کیا کہوں کہ جس کے فضائل ان کے دوست، دشمنوں کے ڈر کی وجہ سے اور دشمن حسد کی وجہ سے چھپاتے ہیں!"

چونکہ ان کے زمانے میں فضائل اہل بیت کو چھپا کر دیگران کو صاحب فضائل و کمالات کے عنوان سے متعارف کروانا معمول بن چکا تھا اور حکومت وقت بھی یہی چاہتی تھی کیونکہ انہیں ہر وقت اس بات کا خدشہ رہتا تھا کہ کہیں کسی حسنی یا حسینی سید نے ہمارے خلاف قیام کر دیا تو حکومت کے لئے مشکلات کھڑی ہو جائیں گی اس لئے وہ کبھی ان کے کردار پر داغ لگوانے کی کوشش کرتے اور کبھی ان کے فضائل چھپا کر انہیں عام لوگوں کی طرح متعارف کرواتے تاکہ عوام اہل بیت پیامبر (ص) میں علیؑ اور اولاد علیؑ کو زیادہ اہمیت نہ دیں اور یہ رسم عام ہو چکی تھی۔ بعید نہیں کہ یہی تقاضا حضرت محمد بن ادریس شافعی سے بھی کیا گیا ہو کہ جس کے جواب میں آپ نے اپنے ایک شعر میں فرمایا: "أنا عبيدٌ لفَتىً أنزل فيه هل أتى / إلى متى أكتمه؟ إلى متى؟ إلى متى؟"[24] "میں ایسے بہادر انسان کا غلام ہوں کہ جس کے بارے میں سورۂ ہل اتی نازل ہوئی ہے؛ میں اس کے فضائل کو کب تک چھپاؤں؟ کب تک چھپاؤں؟ کب تک چھپاؤں؟"

علیؑ بن ابی طالب کی محبت رفض ہے، تو سن لو میں رافضی ہوں

رافضی ایک ایسا لفظ ہے کہ جس کے حوالے سے سید احمد رضا لکھتے ہیں کہ: یہ ایک ایسا لفظ ہے جو کہ ہمیشہ مخالفان شیعہ کی طرف سے، شیعہ کے ساتھ منسوب کیا جاتا ہے. جبکہ ابن منظور لسان العرب میں لکھتے ہیں: «رَفض» رَفَضَ کا مصدر ہے، کہ جس کا لغوی معنی: رِہا کرنا، سرپیچی کرنا، خلاف ورزی کرنا، مخالفت کرنا یا سائیڈ پر لگا دینا اور خودداری کرنا ہے۔ بہت سارے مختلف بیانات کے مطابق، یہ لفظ پہلی مرتبہ زید بن علی نے اپنے ان ساتھیوں کے لے/استعمال کیا تھا، جو کہ زید کے اس عقیدے کی بنیاد پر کہ؛ مفضول، فاضل پر امام ہو سکتا ہے، اسے چھوڑ کر چلے گئے تھے؛ لیکن اس کے بعد ہمیشہ اہل سنت نے شیعیان کو پہلے تین خلفاء کی بیعت سے انکار اور ان کی خلافت کو نہ

ماننے کی وجہ سے رافضی کہہ کر یاد کیا۔ یہاں پر «رافضی» کے مقابلے میں لفظ «ناصبی» پر بھی توجہ کرنا ضروری ہے، کیونکہ یہ لفظ، کہ جس کی جڑیں «نَصَبَ» سے ملتی ہیں، اس کا ایک معنای: دشمنی اور بغض رکھنے والا. (دہخدا، لغت نامہ دہخدا، ذیل مادہ)؛ اور «بدگو» نازیبا الفاظ کہنے والا ہے. درحقیقت ناصبی ایک ایسا لفظ ہے جو کہ شیعیان کی طرف سے ان لوگوں کے لئے مخصوص کیا گیا جو کہ اہل بیت پیغمبر ﷺ کے ساتھ دشمنی رکھتے ہیں یا جو لوگ انہیں نازیبا الفاظ سے یاد کرتے ہیں یا پھر انہیں گالیاں دیتے ہیں۔ [25]

بہر صورت، جب لوگوں کو اس بات کا مکمل یقین ہو گیا تھا کہ حضرت محمد بن ادریس شافعی اہل بیت پیامبر (ص) کے حد درجہ وفادار اور غلام ہیں تو انہوں نے انہیں بھی شیعہ اور رافضی [26] کہنا شروع کر دیا اس پر آپ نے اپنے ایک اور شعر میں فرمایا:

قالوا، ترفّضتَ، قلتُ، كَلّا ما الرَّفضُ دينى و لااعتقادى
لكن تولَّيتُ دونَ شكّ خَيرَ امام و خَيرَ هاد
ان كان حبّ الوصىّ رفضاً فإنَّنى أرفَضُ العباد، [27]

" مجھ سے کہا جاتا ہے کہ تو رافضی ہے۔ میں ان کے جواب میں کہتا ہوں کہ میرا دین اور اعتقاد رافضی نہیں ہے؛ لیکن بغیر کسی شک و شبہ کے میں نے بہترین امام کی ولایت کا طوق اپنی گردن میں ڈالا ہوا ہے۔ اگر محبت وصی پیغمبر (ص) رفض ہے تو میں رافضی ہوں جان لو میں رافضی ہوں"

اہل بیت حبل اللہ اور سفینہ النجات ہیں

حضرت محمد بن ادریس شافعی اپنی دنیا و آخرت کی سعادت، مودت اہل بیت پیامبر (ص) میں دیکھتے تھے اور انہی کو نجات کا ذریعہ اور مضبوط رسی (حبل اللہ) پندارتے تھے اس لئے آپ نے اس زمانے میں جب لوگ مختلف وجوہات کی بناپر مختلف گرہوں اور فرقوں میں بٹتے جارہے تھے آپ نے فقط اہل بیت کا دامن مضبوطی سے تھام لینے میں ہیں اپنی نجات سمجھی اور فرمایا:

و لمّا رأيتُ النّاسَ قد ذَهبَت بهم مذاهبُهم في أبحر الغيِّ والجَهل
رَكبتُ على اسم اللّه في سُفُن النَّجا وهم آل بَيت المُصطَفى خاتَم الرسل
و أَمسَكتُ حَبلَ اللّه وهو ولاؤهم كما قد أُمرنا بالتَّمَسّك بالحبل
اذا افتَرَقَت في الدّين سبعون فرقةً و نيفاً كما قد صحَّ في مُحكَم النَّقل، [28]

" جب میں نے دیکھا کہ مختلف مسالک کے لوگ، عوام الناس کو اپنے گرد جمع کر رہے ہیں اور گمراہی کی طرف کھینچ رہے ہیں تو میں اللہ سبحانہ و تعالی کی مدد سے اہل بیت اور خاتم الرسل کی کشتی پر سوار ہو گیا اور میں نے اس رسی کو پکڑ لیا جو مضبوط ترین رسی تھی اور جو چھوٹنے اور ٹوٹنے والی نہیں تھی۔ میں نے اسے اسی طرح پکڑ لیا کہ جیسے مجھے حکم دیا گیا تھا یہ اس وقت تھا کہ جب میں نے دیکھا کہ مستند روایت کے مطابق مسلمان 72 فرقوں میں تقسیم ہو چکے تھے۔"

حبّ اہل بیت واجب ہے

انہوں نے قرآن مجید کی اس آیت پر کہ جس میں اہل بیتؑ کی محبت و مودت کو واجب قرار دیا گیا ہے (قُلْ لَا أَسْئَلُكُمْ عَلَيهِ أَجْراً إِلاَّ الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبی (23:42) توجہ مبذول کراتے ہوئے فرمایا:

يا آل بَيت رسول اللّه حبّكم فرضٌ من اللّه في القرآن اَنزَلَه

كفاكُم من عَظيم الفَخر إنّكُم مَن لم يُصلّ عَليكُم لا صلاةَ لَه[29]

" اے اہل بیت رسول خدا، آپ کی محبت قرآن کی آیت کے مطابق واجب ہے۔ یہ عظمت آپ کو نصیب ہوئی کہ جب تک کوئی نماز میں آپ (محمد و آل محمدؐ) پر درود اور سلام نہ پڑھے، تو اس کی نماز باطل ہے۔"

حضرت امام شافعی کو اس بات کا خوف نہیں تھا کہ وہ محبت اہلبیت کو لوگوں کے سامنے آشکار کریں۔ اگرچہ اس راہ میں انہیں بہت ساری مشکلات کا سامنا کرنا پڑا؛ لیکن پھر بھی اپنی محبت کا اس طرح اظہار کیا کہ تاریخ میں نقش ہو گیا لہٰذا ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

إن كان رَفضاً حبُ آل محمّد فَليَشهد الثَّقلان أنّي رافضي[30]

" اگر کوئی شخص اپنے دل میں محمد و آل محمدؐ کی محبت رکھے تو وہ تمہاری نظر میں رافضی ہے، پس جن و انس سن لیں کہ میں رافضی ہوں۔"

ان لوگوں سے اظہار برات کے جو اہل بیت کے محبین کو رافضی کہتے ہیں

بیہقی مناقب الشافعی میں لکھتے ہیں کہ امام شافعی نے کہا کہ بہت سارے لوگ ایسے ہیں جو اہل بیت کی فضیلت اور ان کے مناقب کو سننا تک پسند نہیں کرتے اور نہ ہی انہیں سننے کی تاب و توان رکھتے ہیں اور اگر کوئی ان کے سامنے اہل بیت علیہ السلام کے چند ایک فضائل بیان کرے، تو وہ کہتے ہیں کہ اس کو چھوڑ دو یہ رافضی ہے، اس پر امام شافعی نے یہ شعر پڑھا کہ:

إذا في مجلس ذكروا علياً و سبطيَه و فاطمةَ الزّكيّة

یقال تَجاوَزوا یاقوم ہذا　　　فہذا من حدیث الرّافضیّة
بَرئتُ إلی المُہیمن من أُناس　　　یرونَ الّرفضَ حبّ الفاطمیّة
علی آل الرّسول صَلاةُ ربّی　　　ولعنَتُه لتلکَ الجاہلیّة،[31]

” جب بھی کسی محفل و مجلس میں علیؑ اور ان کے دو بیٹے (حسنؑ اور حسینؑ) اور فاطمہ زکیہؑ کے بارے میں بات کی جائے اور ان کا ذکر کیا جائے، تو کہتے ہیں کہ اے لوگو! اس طرح کی باتوں کو چھوڑ دو یہ باتیں صرف رافضیوں کی ہیں جو کہ اپنی محفلوں میں کیا کرتے ہیں۔ بس مجھے خدائے محمد ﷺ کی قسم! میں ایسے لوگوں سے اظہار برات اور بیزاری کرتا ہوں کہ جو حُب فاطمہؑ کو رفض کہتے ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالی کا درود وسلام ہو آل محمد پر! اور خدا کی لعنت ہو ان کے دشمنوں پر جو کہ جاہل ہیں اور جہالت کی گہرائیوں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔“

نتیجہ

گذشتہ مطالب کا نتیجہ اس طرح سے سامنے آتا ہے کہ رسول اللہ (ص) کے بعد، مذکورہ بالا تمام اوصاف اور خصوصیات کے پیش نظر، محکم دلائل اور فریقین کی روایات کے مطابق سب سے زیادہ صاحب فضائل و مناقب اور دینی و سیاسی مرجعیت و رہبری کا مصداق اہل بیت پیامبر (ص) کے وہ امام ہیں کہ جو ہر طرح کے ظلم و جہالت سے مبرہ، علم و حلم، سیرت و کردار اور تقوی و پرہیزگاری میں شبیہ مصطفیٰ (ص) اور اپنی مثال آپ ہیں۔ اہل سنت کے چاروں مکاتب کے امام یہ گواہی دیتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ کوئی بھی عترت پیغمبر جیسا نہیں اور نہ ہی دینی اور سیاسی مرجعیت و رہبری میں ان کا کوئی ہم پلہ تھا اس طرح وہ اپنی ذات میں سب کے سردار تھے اور یہ وہی سرداری تھی کہ جو پروردگار عالم نے الہی معیاروں پر پورا اترنے والوں کو ہر زمانے میں عطا فرمائی ہے۔ لہٰذا وہ تمام خلفاء و ملوک کے لئے بھی اسی طرح مرجع دینی و سیاسی اور مورد احترام تھے جس طرح وہ عام مسلمانوں کے لئے تھے کیونکہ معنوی بصیرت اور مادی زندگی کے تمام سماجی و سیاسی معاملات کے ادراک اور بنی نوع انسان کو کمال کی راہوں پر گامزن کرنے میں سب سے افضل و برتر تھے۔ یہی وجہ تھی کہ مذاہب اربعہ کے آئمہ اربعہ نے یا تو مستقیم یا غیر مستقیم ان کی شاگردی کی اور اپنے اپنے ادوار کی سیاسی نزاکتوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے دنیا کو بتاتے رہے کہ اہل بیت پیامبر (ص) کے آئمہ کی مرجعیت و رہبری ہر اعتبار سے مسلم، محکم اور ناقابل انکار ہے۔

*****

References

1. Muhammad bin Aqeel, Al-Alavi al-Shafi'i, *Al-Nasa'yh al-Kafiyah liman Yatuli Mu'awiyah* (Beirut, Mohsa Al-Fajr, 1991), 36; Asad, Haider, Imam al-Sadiq wa al-Mahzhab al-Arbaah, Vol. 1 (Al-Najaf al-Ashraf, Dar al-Zahra, 1430 AH), 337.

محمد بن عقیل، العلوی الشافعی، *النصائح الکافیۃ لمن تیولی معاویۃ* (بیروت، مؤسسۃ الفجر، 1991)، 36؛ اسد، حیدر، *الامام الصادق و المذاہب الأربعہ*، ج1 (النجف الاشرف، دارالزہراء، 1430ق)، 337۔

2. Qazi Nu'man Ibn Muhammad, al-Tamimi al-Maghrabi, *Dua'im al-Islam*, Vol. 1 (Cairo, Dar al-Ma'rif, 1383 AD), 22; Haider, Asad, Imam al-Sadiq wa al-Mahzhab al-Arbaah, 337.

قاضی نعمان بن محمد، التمیمی المغربی، *دعائم الاسلام*، ج1 (القاہرہ، دارالمعارف، 1383 ق)، 22؛ حیدر، اسد، *الامام الصادق و المذاہب الأربعہ*، 337۔

3. Ibid.

ایضاً۔

4. Ibid.

ایضاً۔

5. Muhammad bin Ahmad, Shams al-Din, al-Zhahabi, *Seer al-Ilam al-Nabalah*, Vol. 6 (Beirut, Mohsa Al-Rasalah, 1993), 257; Asad Haider, *Imam al-Sadiq wa al-Mahzhab al-Arbaah*, 333.

محمد بن احمد، شمس الدین، الذہبی، *سیر اعلام النبلاء*، ج6 (بیروت، مؤسسۃ الرسالہ، 1993)، 257؛ اسد حیدر، *الامام الصادق و المذاہب الأربعہ*، 333۔

6. Ibn Babawiyah (Shaikh Saduq), Muhammad bin Ali, *Min Lay Yahzra wa Al-Faqihia*, Vol. 2 (Qum, Jamaat al-Madrasin, 1404 AH), 519; Allama Halli Hasan bin Yusuf, *Minhaj al-Karama fi Marafah al-Imamah*, Vol. 2 (Mashad, Mohsa Tasua, 1379 AD), 72.

ابن بابویہ (شیخ صدوق)، محمد بن علی، *من لایحضرہ الفقیہ*، ج2 (قم، جماعۃ المدرسین، 1404 ق)، 519؛ علامہ حلّی حسن بن یوسف، *منہاج الکرامۃ فی معرفۃ الامامۃ*، ج2 (مشہد، مؤسسۂ تاسوعا، 1379ش)، 72۔

7. Qaiser Abbas Jafari wa Masroor Saeed Tawosi, *Rush Hahi Ahmorshi Sadiqin* (Tehran, Danishga Benul mulli Ahlbayt, 1400 AH), 42-44.

قیصر عباس جعفری و مسرور، سعید طاووسی، روش ہای آموزشی صادقین، چ دوم (تہران، دانشگاہ بین المللی اہلبیتؑ، 1400ش) 42-44۔

8. Moafaq bin Ahmad, *Khwarazmi, al-Manaqib*, Vol. 1 (Qom, MNohsa Nasher Islami, 1411 AH), 173; Al-Zahabi, Seer al-Ilam al-Nabula, 256.

موفق بن احمد، خوارزمی، مناقب، ج1 (قم، مؤسسۂ نشر اسلامی، 1411ق)، 173؛ الذہبی، سیر اعلام النّبلا، 256۔

9. Asad Haider, *Imam al-Sadiq wa al-Mahzhab al-Arbaah*, 335.

اسد حیدر، الامام الصادق و المذاہب الأربعہ، 335۔

10. Al-Syed Mehmood, Shakri al-Alosi, *Mukhtasir Al-Tahf al-Tahfah al-Ithni al-Ashriyyah* (Al-Cairo, Muttaba al-Salfiyyah, 1373 AD), 8.

السیّد محمود، شکری الالوسی، مختصر التحفۃ الاثنی عشریۃ (القاہرہ، مطبعۃ السّلفیہ، 1373ق)، 8۔

11. Asad Haider, *Imam al-Sadiq wa al-Mahzhab al-Arbaah*, 337.

اسد حیدر، الامام الصادق و المذاہب الأربعہ، 337۔

12. Ibid, Vol. 1, 336.

ایضاً، 336۔

13. Ibid, 338.

ایضاً، 338۔

14. Muhammad Rashid Raza, *Tafsir al-Manar*, Vol. 1 (dn., Al-Ahyia al-Masriy al-Amt'a al-Katab, 1990), 346.

محمد رشید رضا، تفسیر المنار، ج1 (شہر ندارد، الہیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب، 1990م)، 346۔

15. Muhammad bin Ali, Ibn Shahr Ashub, *Manaqib al-Abi Talib*, Vol. 3 (Al-Najaf al-Ashraf, Al-Muktaba al-Haydriya, 1376 AD), 272; Asad Haider, *Imam al-Sadiq wa al-Mahzhab al-Arbaah*, Vol.4, 371.

محمد بن علی، ابن شہر آشوب، مناقب آل ابی طالب، ج3 (النجف الاشرف، المکتبۃ الحیدریہ، 1376ق)، 272؛ اسد، حیدر، الامام الصادق و المذاہب الأربعہ، ج 4، 371۔

16. Ahmad bin Ali, Ibn Hajar, Asqalani, *Tahzeeb al-Tahzeeb*, Vol. 1 (Beirut, Dar al-Sadr, 1325 AD), 88; Asad Haider, *Imam al-Sadiq wa al-Mahzhab al-Arbaah*,, 372.

احمد بن علی، ابن حجر، عسقلانی، تہذیب التہذیب، ج1 (بیروت، دار الصادر، 1325ق)، 88؛ اسد حیدر، الامام الصادق و المذاہب الأربعہ، 372۔

17. Ismail bin Umar, Ibn Kaseer Damashqi, *Al-badaiyata wa al-Nahayata*, Vol. 10 (Beirut, Maktaba al-Arif, 1411 AH), 124; Abu-ul-Faraj Muhammad bin Abi Yaqub, Ibn Nadeem, *Al-Fahrist* (Beirut, Maktaba Khayat), 198-199.

اسماعیل بن عمر، ابن کثیر دمشقی، *البدایۃ والنہایۃ*، ج10 (بیروت، مکتبۃ العارف، 1411ق)، 124؛ ابوالفرج محمد بن ابی یعقوب، ابن ندیم، *الفہرست* (بیروت، مکتبۃ خیاط، سن ندارد)، 198-199۔

18. Abdullah bin Muslim, Al-Dinwri, *Ilmamta wa al-Siyasata Mahrof ba Tarikh al-Khulfa* (Beirut, Dar al-Azwa, 1990), 81; Muhammad bin Jarir, al-Tabari, *Tarikh al-Rasul wa al-Muluk*, Vol. 2 (Beirut, Mohsa Al-Alami Lilmatbohaat, 1989), 190.

عبداللہ بن مسلم، الدینوری، *الإمامۃ والسیاسۃ معروف بہ تاریخ الخلفاء* (بیروت، دارالاضواء، 1990م)، 81؛ محمد بن جریر، الطبری، *تاریخ الرسل والملوک*، ج2 (بیروت، مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات، 1989)، 190۔

19. Abu Bakr Ahmad bin Ali, Khatib Baghdadi, *Tarikh Baghdad ya Madinah al-Salam*, Vol. 7 (dn., Dar al-Kitab al-Arabi, dn.,), 41; Abul Faraj Abdul al-Rahman bin Ali, Ibn Juzi, *Manaqib al-Imam Ahmad*, Vol. 1 (Beirut, Mohsa Ahl al-Bayt, 1981), 219.

ابوبکر احمد بن علی، خطیب بغدادی، *تاریخ بغداد یا مدینۃ السلام*، ج7 (شہر ندارد، دارالکتاب العربی، سن ندارد)، 41؛ ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی، ابن جوزی، *مناقب الامام احمد*، ج1 (بیروت، مؤسسۃ اہل البیت، 1981)، 219۔

20. Asad Haider, *Imam al-Sadiq wa al-Mahzhab al-Arbaah*, Vol. 1 232.

اسد حیدر، *الإمام الصادق والمذاہب الأربعہ* ج1، 232۔

21. Abul Qasim Ali bin al-Hasan, Ibn Asaqir al-Shafi'i, *Tarikh Madinah wa Damashaq*, Vol. 2 (Beirut, Mohsa Al-Mahmudi, 1980), 146; Ibn Juzi, Manaqib al-Imam Ahmad, 219.

ابوالقاسم علی بن الحسن، ابن عساکر الشافعی، *تاریخ مدینۃ دمشق*، ج2 (بیروت، مؤسسۃ المحمودی، 1980)، 146؛ ابن جوزی، *مناقب الامام احمد*، 219۔

22. Ibne Asaqir, *Tarikh Madinah wa Damascus*, Vol. 3, 84.

ابن عساکر، *تاریخ مدینۃ دمشق*، ج3، 84۔

23. Khwarazmi, *al-Manaqib*, 7; Syed Hashim, Bahrani, *Haliya Al-Abrar fi Ahwal Muhammad wa Ahle al-Athar*, Vol. 2 (Qum, Mohsa Al-Maarif al-Islamiyya, 1413 AH), 136; Asad Haider, *Imam al-Sadiq wa al-Mahzhab al-Arbaah*, Vol. 2, 208.

خوارزمی، مناقب، 7؛ سیّد ہاشم، بحرانی، *حلیۃ الأبرار فی احوال محمد وآلہ الاطہار*، ج2 (قم، مؤسسۃ المعارف الاسلامیۃ، 1413ق)، 136؛ 136؛ اسد حیدر، *الامام الصادق و المذاہب الأربعہ*، ج 2، 208۔

24. Muhammad bin Idrees, Al-Shafi'i, *Divan Sha'ir* (Beirut, Dar al-Kitab al-Arabi, 1414 AH), 59.

محمد بن ادریس، الشافعی، *دیوان شعر* (بیروت، دار الکتب العربی، 1414ق)، 59۔

25. Syed Ahmad Raza, Khuzari, *Shi'i Dar Tarikh* (Qom, Dafter Nasher Mahrif, 1391 AD), 10.

سید احمد رضا، خضری، *تشیع در تاریخ*، (قم، دار نشر معارف، 1391ش)، 10۔

26. Ibid.

ایضا۔

27.Ibid, 72.

ایضاً، 72۔

28. Ibid, 278.

ایضاً، 278۔

29. Ibid, 115.

ایضاً، 115۔

30. Suliman bin Ibrahim, Al-Kunduzi Al-Hanafi, *Yanabi Al-Moudah Lazauwi al-Qurbi*, Vol. 3 (Beirut, Mohsa al-AlamiLilmatbohaat, 1418 AH), 2; Yaqut bin Abd-ul-Allah, Hamwi, *Mujam al-Adba*, Vol. 17 (Beirut, Dar al-Gharb al-Islami, 1993), 320; Asad Haider, *Imam al-Sadiq wa al-Mahzhab al-Arbaah*, Vol. 2, 208.

سلیمان بن ابراہیم، القندوزی الحنفی، *ینابیع المودہ لذوی القربی*، ج3 (بیروت، مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات، 1418 ق)، 2؛ یاقوت بن عبداللہ، حموی، *معجم الادباء*، ج17 (بیروت، دار الغرب الاسلامی، 1993)، 320؛ اسد حیدر، *الامام الصادق و المذاہب الأربعہ*، ج2، 208۔

31. Al-Shafi'i, *Diwan al-Shafi'i*, 152; Mofaq bin Ahmad, Khwarazmi, *Muqtal al-Hussain*, Vol. 2, 146; Ibrahim bin Muhammad, Hamui al-Jawaini, *Faraed al-Sumatiin fi Fazil al-Murtaza wa al-Batul wa al-Subtain wa al-Aima min waziam*, Vol. 1 (Beirut, Mahmoodi, 1978), 135.

الشافعی، *دیوان الشافعی*، 152؛ موفق بن احمد، خوارزمی، *مقتل الحسین*، ج2، 146؛ ابراہیم بن محمد، حموئی الجوینی، *فرائد السمطین فی فضائل المرتضی والبتول والسبطین والائمۃ من ذریتہم*، ج1 (بیروت، مؤسسۃ محمودی، 1978)، 135۔